قائداعظمؒ اور اتحاد عالم اسلام

عبدالمجید

بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح (۱۸۷۶ء۔۱۹۴۸ء) کراچی اور بمبئی میں اپنی ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد جب پہلی مرتبہ اعلیٰ تعلیم کی خاطر انگلستان تشریف لے گئے تو ان کی طبعیت اور رجحان کا داخلی اور باطنی اظہار اس وقت سامنے آیا جب انہوں نے قانون کی تعلیم کے لیے، لنکنز ان کا انتخاب کیا اور وجہ یہ بیان کی کہ اس کے صدر دروازے پر حضور سرور عالم ﷺ کا اسم پاک کندہ ہے۔ قائداعظم نے اگرچہ ایک مغربی ادارے سے قانون کی تعلیم حاصل کی لیکن وہ اسلام کے قانونی نظام کا بھی گہرا شعور رکھتے تھے۔

برصغیر ہندوستان میں جب مسلمانوں کے ساتھ سیاسی، معاشی اور معاشرتی سطح پر فاصلے بڑھنے شروع ہوئے تو برصغیر کے مسلمانوں نے ایک علیحدہ وطن کا خواب دیکھا جہاں ان کو مکمل مذہبی آزادی ملے اور تمام مسلمان ایک ایسی ہی ریاست کے لیے کوشاں تھے۔ قائداعظم محمد علی جناح مسلمانان برصغیر کے لیے مشعل راہ ثابت ہوئے۔ انہوں نے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد سیاسی طور پر مسلمانوں کے لیے علیحدہ قوم اور ملک پاکستان بنا کے دم لیا۔ وہ چاہتے تھے کہ پاکستان ایک مکمل جدید اسلامی جمہوری فلاحی ریاست بنے اور ہمارے تعلقات تمام اسلامی ملکوں سے اخوت کی بنا پر قائم ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مقامی اور ہندوستانی معاملات اور مسائل کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کو درپیش مسائل پر بھی اظہار خیال بڑی وضاحت سے ملتا ہے۔

قائداعظم اور فلسطین

قائداعظم کچھ عرصہ انگلستان میں رہنے کے بعد جب دوبارہ ہندوستان آئے اور مسلم لیگ کی باگ ڈور سنبھالی تو ان کی فکر کا محور ہندوستانی مسلمانوں کے مسائل ہی نہ تھے بلکہ وہ پورے عالم اسلام کے حالات کو بنظر غائر دیکھ

رہے تھے۔ چنانچہ اسلامی دنیا کے جس مسئلہ پر سب سے پہلے انہوں نے توجہ دی وہ فلسطین کا مسئلہ تھا۔ ۱۰، ستمبر ۱۹۳۶ء کو مدراس کے رکن مرکزی اسمبلی مولوی سید مرتضیٰ صاحب بہادر نے اسمبلی میں ایک تحریک التواء پیش کی جس میں حکومت ہند کے طرز عمل پر بحث کرنے کو کہا گیا کہ اس نے حکومت برطانیہ کو فلسطین کے متعلق حکمت عملی اختیار کرنے کے ضمن میں ہندوستانیوں کے جذبات سے آگاہ نہیں کیا۔

اس تحریک پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے قائداعظم نے حکومت ہند سے دریافت کیا کہ آیا وہ اس بات سے آگاہ ہے کہ برطانیہ کی فلسطین سے متعلق حکمت عملی عربوں کی تباہی کا باعث ہوگی۔ قائداعظم نے حکومت سے دریافت کیا کہ گذشتہ چھ ماہ کے دوران ہندوستانی مسلمانوں نے پبلک جلسوں میں برطانوی حکومت کی فلسطین پالیسی پر جو کڑی نکتہ چینی کی ہے کیا حکومت ہند نے اس سے برطانوی حکومت کو باخبر کیا ہے۔ جب ہنری کریک (ہوم ممبر) نے جواب میں کہا کہ ہم نے حکومت برطانیہ کو اس سے باخبر رکھا ہے تو قائداعظم نے پوچھا کہ آیا اس مسئلے پر حکومت ہند کو برطانیہ کی طرف سے کچھ جواب ملا ہے۔ ہنری کریک کے نفی میں جواب دینے پر قائداعظم نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ برطانیہ حکومت ہند کی فراہم کردہ ان اطلاعات کو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اس سے قائداعظم محمد علی جناح کی مسئلہ فلسطین میں گہری دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے۔[1]

۲۱، ستمبر ۱۹۳۷ء کو قائداعظم نے مولانا شوکت علی جو کہ ان دنوں بنگال میں فلسطین کانفرنس کے اجلاس کلکتہ میں شرکت کے لیے جا رہے تھے کو لکھا کہ:

> مجھے یقین ہے کہ بنگال کے مسلمان اپنے فلسطینی بھائیوں کا بھرپور ساتھ دیں گے، جن کے ساتھ اعلان بالفور سے لے کر فلسطین کی تقسیم کے منصوبے تک شدید ناانصافیاں ہوئی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ میں نہ صرف بنگال بلکہ مسلمانان ہند کے جذبات کی ترجمانی کررہا ہوں کہ ہم فلسطینیوں کی اپنے ملک کی آزادی کی عظیم جدوجہد میں ان کے ساتھ برابر کے شریک ہیں اور ہم سے جو کچھ ممکن ہوگا ہم ان کی امداد کریں گے۔[2]

ادھر آل انڈیا مسلم لیگ کونسل نے اپنے اجلاس مورخہ ۳۰۔۳۱ جولائی ۱۹۳۸ء کو تین گھنٹے کی گرما گرم بحث کے بعد قائداعظم کی پیش کردہ ایک قرارداد منظور کی جس پر مسلمانوں سے ۲۶، اگست کو یوم فلسطین منانے کو کہا گیا۔قرارداد میں برعظیم کی تمام مسلمان تنظیموں سے جلسوں کے انعقاد کا مطالبہ کیا، جس میں برطانیہ کی غیر منصفانہ، استبدانہ، جارحانہ اور غیر انسانی پالیسیوں کی مذمت کرنے اور فلسطینیوں کے لیے دعا کرنے کو کہا گیا۔[۳]

عربوں نے قائداعظم محمد علی جناح کی ان خدمات و جذبات کا اعتراف کیا اور مصر کی فلسطین کے دفاع کے لیے پارلیمانی کمیٹی کے سیکرٹریٹ کی طرف سے ۶، اگست ۱۹۳۸ء کو قائداعظم کو خط ملا جس میں فلسطین سے متعلق ان کے جذبات اور کوششوں کو سراہا گیا۔

۱۰، اپریل ۱۹۴۶ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے قائداعظم نے مسئلہ فلسطین پر بھی اظہار خیال کیا۔اس موقع پر قائداعظم نے برطانوی حکومت پر شدید الفاظ میں نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ جب سے برطانیہ کو فلسطین پر انتداب کا حق دیا گیا اس وقت سے تاریخ کا باب تاریک سے تاریک تر ہو رہا ہے۔ انہوں نے اس امر پر شدید اظہار افسوس کیا کہ برطانیہ جیسی بڑی طاقت کو امریکی یہودیوں کے سامنے سرنگوں ہونا پڑا اور اس نے اپنے تمام وعدے پس پشت ڈال دیے۔قائداعظم نے متنبہ کیا کہ ہم خاموش نہیں بیٹھ سکتے اور ہم عربوں کو مکمل یقین دلاتے ہیں کہ ہم مکمل طور پر ان کے ساتھ ہیں۔انہوں نے واضح کیا کہ ہم فلسطینیوں کا ساتھ اس لیے نہیں دے رہے کہ وہ بھی مسلمان ہیں بلکہ اس لیے بھی کہ فلسطین کے معاملے میں عرب حق پر ہیں۔[۴]

فلسطین کے بارے میں برطانیہ کی حکمت عملی پر زبردست تنقید کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا کہ برطانیہ نے اب تک فلسطینی مسلمانوں کے ساتھ جو طرز عمل اختیار کیا وہ ان کی قومی عزت پر ایک بہت بڑا دھبہ ہے۔قائداعظم نے امید ظاہر کی کہ برطانوی قوم اور حکومت مزید کسی توقف کے اپنی سابقہ غلطیوں کی تلافی کرنیکی کوشش کرے گی اور وہ

انتہائی ناانصافی پر مبنی ''بالفور اعلان'' کا سہارا نہیں لیں گے۔انہوں نے فلسطین میں یہودیوں کو جمع کرنے کی حکمت عملی کو نہایت ظالمانہ قرار دیا۔[۵]

جنوری، ۱۹۳۹ء لندن میں فلسطین کانفرنس کے موقع پر قائداعظم نے برطانوی وزیراعظم، وزیرامور ہند اور میکڈانلڈ کو جو تار بھیجے وہ فلسطین کے بارے میں مسلمانان ہند کے جذبات کی صحیح ترجمانی کرتے ہیں۔انہوں نے لکھا کہ عربوں کے فلسطین کی آزادی کے بارے میں مطالبات کو منظور کیا جائے بصورت دیگر اس کانفرنس کی ناکامی کی صورت میں اس کے خطرناک نتائج برآمد ہوں گے۔[۶] قائداعظم نے ہندوستانی مسلمانوں کو کانفرنس میں نمائندگی دینے کا مطالبہ کیا۔

قائداعظم کو عربوں کے کاز کے ساتھ ہمیشہ گہرا تعلق رہا جس کا واضح ثبوت مسئلہ فلسطین کے بارے میں ان کی آراء سے ملتا ہے۔آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ لکھنؤ ۱۵، اکتوبر ۱۹۳۷ء کو انہوں نے کہا:

> اب میں فلسطین کے مسئلے پر روشنی ڈالوں گا۔مسلمانان برصغیر پر اس کا نہایت گہرا اثر پڑا ہے۔برطانیہ نے ابتداء سے آخر تک عربوں کے ساتھ دغا کی ہے۔جنگ عظیم کے آزمائشی مراحل میں برطانوی حکومت نے جو وعدے عربوں سے کیے تھے نہ صرف یہ کہ وہ پورے نہیں کیے گئے بلکہ عربوں سے وعدہ کیا گیا تھا کہ انہیں مکمل آزادی کی گارنٹی دی جاتی ہے۔نیز یہ کہ ایک عرب وفاق کی تشکیل کا وعدہ کیا جاتا ہے۔عربوں کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھا کر ان سے جھوٹے وعدے کرنے اور انہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے کے بعد اب ''اعلان بالفور'' ان پر مسلط کر دیا گیا ہے۔یہودیوں کے لیے ایک وطن بنانے کی غرض سے اب برطانیہ فلسطین کو دو حصوں میں منقسم کرانا چاہتا ہے۔رائل کمیشن کی سفارشات اس المناک داستان کا سب سے شرمناک باب ہے۔اگر اس سکیم کو نافذ کیا گیا تو یہ عربوں کے مفادات کو کچلنے اور ان کی آرزوؤں کا خون کرنے کے مترادف ہوگا۔یہ حالات کس نے پیدا کیے۔۔۔ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ برطانوی سیاستدانوں کا کیا دھرا ہے۔خدا کرے کہ جمعیتہ الاقوام رائل کمیشن کی سفارشات کی تائید نہ کرے اور حقیقی واقعات کا از سر نو جائزہ لیا جائے۔۔۔لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عربوں کے ساتھ یہ انصاف ہے یا دیانت ہے؟ میں برطانوی

حکومت کو آگاہ کردینا چاہتا ہوں کہ اگر اس نے فلسطین کے مسئلے کا دیانت وصداقت اور جرأت ودلیری سے فیصلہ نہ کیا تو یہ برطانوی تاریخ میں انقلابات کا ایک ختم نہ ہونے والا دروازہ کھول دیگا۔ میں اس موقع پر صرف ہندوستان کے مسلمانوں کی نہیں بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کررہا ہوں۔ تمام دیانت دار اور منصف مزاج افراد میرے اس خیال کی تائید کریں گے کہ اگر جنگ کے دوران اور اس سے قبل جو وعدے عربوں سے علی الاعلان کیے گئے تھے انہیں پورا نہ کیا گیا تو برطانوی حکومت اپنی قبر کھود لے گی۔ برطانوی پالیسی کا عربوں پر شدید ردعمل ہوا ہے اور اس کے جواب میں بجائے اس کے کہ برطانوی حکومت حقیقت پسندی سے کام لے، اس نے فلسطین کے عربوں کے خلاف تشدد کا راستہ اختیار کررکھا ہے۔ ہندوستان کے مسلمان عربوں کے اس منصفانہ اور دلیرانہ جہاد میں ان کے معین ومددگار ہوں گے۔ میں مسلم لیگ کی جانب سے عربوں کو یہ پیغام پہنچارہا ہوں کہ وہ اپنی اس جنگ میں جس عزم وحوصلے اور جرأت کا مظاہرہ کررہے ہیں انشاءاللہ وہ اپنی جدوجہد میں ضرور کامیاب ہوں گے۔[۶]

اس وقت ہمیں فلسطین میں یہودیوں کے اہم مسئلے کا سامنا بھی ہے اگر یہودیوں کی فلسطین میں آمد برقرار رہی تو مجھے یقین ہے کہ مسلم ہندوستان ہی نہیں بلکہ سارا عالم اسلام بغاوت کردے گا۔ ایک جرمن مصنف جوزف ہیل نے اسلام سے پہلے کے عرب پر اپنی کتاب میں لکھا تھا:

''عربوں میں دو بڑے عیب تھے اول یہ کہ انہیں قومی اتحاد کا احساس نہیں تھا، وہ صرف قبیلوں اور خاندانوں کو پہچانتے تھے۔ دوسرے ان میں تابعداری کے احساس کا فقدان تھا''۔

ہندوستان کے مسلمانوں پر بھی یہ بات صادق آتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے پسماندہ لوگوں کو ایک عظیم اور طاقتور قوم بنادیا۔ ہماری تمدنی وتہذیبی روایات عظیم قوم بننے کی صلاحیتیں موجود ہیں ہم قوم کو عظیم بناسکتے ہیں اور انشاءاللہ بنادیں گے اور جب ہم اس کام کو مکمل کرلیں گے تو پاکستان ہمارے قدموں میں ہوگا۔

فلسطین کے مسئلے نے مسلمانوں کو مضطرب کررکھا ہے، میں جانتا ہوں کہ جب ضرورت ہوئی تو ہندوستان کے مسلمان فلسطینیوں کے لیے جو اپنی قومی آزادی کی جنگ کررہے ہیں کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ عربوں کے ساتھ بے رحمانہ سلوک کیا گیا ہے، آزادی کے لیے لڑنے والوں کو ڈاکو بتانا اور ان پر دہشت گردی کرنا بے رحمی نہیں تو اور کیا ہے۔ مارشل لاء کی سنگینوں کے ساتھ ان مجاہدین کو دبایا جارہا ہے لیکن دنیا کی کوئی قوم ان قربانیوں کی مثال شاید ہی پیش کرسکے جو اپنے وطن کی حفاظت کے لیے فلسطین کے مجاہد کررہے ہیں۔ ہماری مکمل تائید اور ہمدردی ان بہادر مجاہدین کے ساتھ ہے جو غاصبوں سے اپنے وطن کی سرزمین کو بچانے

کے لیے جہاد کر رہے ہیں۔

ایک اہم نکتہ فلسطین کے بارے میں تھا ہمیں بتایا جاتا ہے کہ:

جناب والا! ہم مخلصانہ کوششوں، سنجیدہ کوششوں ،بہترین کوششوں سے ہرگز مطمئین نہیں ہو سکتے (قہقہہ) ہم چاہتے ہیں کہ حکومت برطانیہ فی الحقیقت اور عملی طور پر فلسطین میں عربوں کے مطالبات کو پورا کرے (تالیاں)

> آخر اس کا حل کیا ہے؟ میں سات کروڑ مسلمانوں سے نہیں ڈرتا، لیکن میں سوچتا ہوں کہ یہ سات کروڑ ہندوستان کے مسلمان اور افغانستان، وسطی ایشیا، عرب، شام اور ترکی کے مسلح مسلمان مل کر ناقابل مزاحمت ہو جائیں گے۔ میں ایمانداری اور صدق دل سے چاہتا ہوں کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد ہونا چاہیے۔ اس کی ضرورت واہمیت سے بھی واقف ہوں۔ میں مسلمان لیڈروں پر اعتماد کرنے کے لیے پوری طرح تیار ہوں۔ لیکن قرآن وحدیث کے احکام کا میں کیا کروں؟ مسلمان رہنما ان کو پس پشت نہیں ڈال سکتے۔ تو کیا پھر تباہی ہماری قسمت میں لکھی جا چکی ہے؟ مجھے امید ہے کہ اس مشکل کو حل کرنے کے لیے آپ اپنی دانائی اور دانشمندی سے کوئی راہ نکالیں گے۔ [8]

مسلمانانِ ہند کے نزدیک مسئلہ فلسطین کو کس قدر اہمیت حاصل تھی اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جانا چاہیے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی اور کونسل کے ہر جلسے میں اور قریب قریب ہر سالانہ جلسہ میں مسئلہ فلسطین پر اہم رزولیوشن منظور کیے جاتے تھے۔ [9]

مسئلہ فلسطین

اسی طرح فلسطین کا مسئلہ مسلم لیگ کے احیاء جدید کے وقت سے لے کر اس وقت تک مسلم لیگ کے لیے مہمات مسائل میں داخل رہا۔ اس نے اس سلسلہ میں حکومت کو مسلمانوں کے جذبات وحیات سے باخبر کرنے میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کی ہے اور بار بار اعلان کیا ہے کہ حکومت اگر اپنی ''قرطاس ابیض'' والی پالیسی سے منحرف ہوئی، اس

نے فلسطین کو وطن الیہود بنانے کی پالیسی کا اعادہ کیا، اس نے فلسطین کو ایک خالص عرب کی حیثیت سے آزاد تسلیم نہیں کیا تو مسلمانان ہند اٹھ کھڑے ہوں گے اور پھر اس سیل رواں کا روکنا حکومت کے لیے ناممکن ہو جائے گا۔

اقبال کا خط جناح کے نام

۷، اکتوبر ۱۹۳۷ء کو علامہ اقبال نے قائداعظم مسٹر محمد علی جناح کو حسب ذیل مکتوب تحریر فرمایا:

> فلسطین کے حالات مسلمانوں کے قلوب کو بہت بے چین کیے ہوئے ہیں۔ عوام سے رابطہ پیدا کرنے کا یہ بہت اچھا موقع ہے۔ ایسے معاملات کی خاطر جو اسلام اور ہندوستان دونوں پر اثر انداز ہوں جیل جانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ مشرق کے عین باب الداخلہ پر مغربی محاذ کی تعمیر خطرہ کی موجب ہے۔ [۱۰]

ٹرومین کی یہود نوازی

جنگ کے دوران میں فلسطین کے عربوں نے نہایت شرافت اور رواداری کا مظاہرہ کیا۔ آئین شکن سرگرمیاں بند کر دیں اور مساعی جنگ میں اتحادیوں کا ساتھ دیا۔ حکومت برطانیہ نے بھی ایک قرطاس ابیض شائع کر کے ایک حد تک انہیں مطمئن کر دیا لیکن ہٹلر اور مسولینی کی شکست کے بعد اتحادیوں نے بجائے اس کے کہ فلسطین کو داد وفا آزاد کر کے دی ہوتی وہ فلسطین کو غلام بنانے کی اسکیمیں سوچنے لگے۔ ان سب میں پیش پیش جمہوریہ امریکہ کے صدر روز ویلٹ نے عہد و میثاق کو توڑ کر اعلانیہ یہودیوں کے داخلہ فلسطین کی حمایت شروع کر دی۔ بلکہ حکومت برطانیہ پر زور ڈالا کہ وہ پابندیاں واپس لے لے اور یہودیوں کو غیر مشروط طور پر فلسطین میں داخل ہونے کی اجازت دے۔ ٹرومین کی اس مکروہ اور قابل نفرت روش نے سارے عالم اسلام میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ مصر، سعودی عربیہ، یمن، شام، لبنان، عراق اپنی کمزوری، بے مائیگی اور تیم آزادی کے باوجود سب ایک ہو گئے۔ عرب لیگ عبدالرحمٰن عزام بے کی سرکردگی میں قائم ہوئی اور تمام ممالک عربیہ نے فلسطین کی حرمت پر کٹ مرنے پر عہد کر لیا۔ ہندوستان بھی اس سے غیر متاثر نہ رہا۔ ۲۶، اکتوبر ۱۹۴۵ء کو قائداعظم کے حسب ہدایت ہندوستان کے طول و عرض میں نہایت جوش و خروش

سے یوم فلسطین منایا گیا۔

قائداعظم کی ولولہ انگیز تقریر

۸، اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مسلمانان بمبئی کا ایک عظیم الشان اور یادگار جلسہ حکومت برطانیہ وامریکہ کی روش پر احتجاج کرنے کے لیے منعقد ہوا۔ مصر کے قونصل اور عراق کے قونصل جنرل نے بھی اس جلسہ میں شرکت کی اور تقریریں کیں۔ قائداعظم نے موقع کی مناسبت سے انگریزی میں ایک ولولہ انگیز تقریر کی، جس کا خلاصہ ذیل میں درج ہے۔

> فلسطین اس وقت ایک تاریک اور نازک زندگی کے دور سے گزر رہا ہے۔ جب ۱۹۱۴ء کی لڑائی شروع ہوئی تو برطانوی حکومت نے نہایت سنجیدگی سے تمام عرب ممالک کے ساتھ وعدے کیے کہ اگر وہ اس کی مدد کریں گے تو ان ممالک میں جنگ کے بعد خودمختار اور آزاد حکومتیں قائم کی جائیں گی۔ ان ملکوں میں فلسطین بھی تھا، ان تمام ملکوں نے اپنا خون بہا کر اور جانیں نچھاور کر کے انگریزوں کی امداد کی، مسلمان جو وعدہ کر لیں پھر اس کو دنیا کی کوئی طاقت توڑ نہیں سکتی وہ اپنی جان دے دیتے ہیں مگر اپنے الفاظ نہیں دیتے۔ جب جنگ ختم ہوئی اور برطانوی حکومت کو قدرت نے فتح کا منہ دکھایا تو ان ملکوں نے اپنی آزادی اور خودمختاری کا حسب وعدہ مطالبہ کیا مگر وہ مواعید اور پیمان شرمندہ نہ ہوئے۔ ان سادہ لوح عربوں کے ہمے بخرے کر دیئے گئے۔ کچھ فرانس نے سنبھالے اور کچھ انگریزوں نے۔

حکومت سے خط و کتابت

یہودیوں کو آباد کرنے کے لیے کیا دنیا کے تختہ پر صرف فلسطین کا چھوٹا سا علاقہ ہی ان لوگوں کی نظر پڑا۔ صدر ٹرومین، امریکی حکومت اور برطانوی حکومت امریکہ یا کینیڈا میں انہیں کیوں نہیں آباد کرتی۔ وہ ممالک تو فلسطین کے مقابلہ میں کئی گنا بڑے ہیں۔ اگر ان کو ہمدردی ہے تو امریکہ کی سرزمین پر ان کو باآسانی آباد کیا جا سکتا ہے۔ آسٹریلیا کا اتنا بڑا براعظم بنجر پڑا ہے۔ وہاں آباد کرنا چاہیے۔ صرف فلسطین پر سارا نزلہ کیوں گرایا جا رہا ہے۔

ان مجرموں کے ناپاک ارادے کبھی منڈھے نہ چڑھیں گے۔ ہم ہندوستان کے تمام مسلمان بحیثیت مجموعی فلسطینی عربوں اور عرب لیگ کے ساتھ ہیں۔ ہم اس مقدس جنگ میں اپنے مال اور جانیں قربان کر دیں گے۔ امریکی

اور برطانوی حکومتوں کو کان کھول کر سن لینا چاہیے کہ اگر وہ حق وانصاف کا خون کرنے سے باز نہ آئے اور یہودیوں کو نہ روکا گیا تو وہ سیکھیں گے کہ پاکستان کا بچہ بچہ تمام اسلامی دنیا کے چھوٹے بڑے مسلمان اپنی جانیں دے کر ان سے ٹکرا جائیں گے اور فرعونیت دماغ حکومت کو پاش پاش کر دیں گے۔

نیویارک ٹائمز کو بیان

نیویارک ٹائمز (New York Times) کے نمائندہ خصوصی مقیم ہند نے قائداعظم کا سیاسیات ہند اور مسائل عالم اسلام پر ایک انٹرویو لیا جسے نیویارک ٹائمز نے پہلے صفحہ پر نہایت نمایاں طور سے شائع کیا۔ یہ بیان ۱۳ نومبر ۱۹۴۵ء کو ہندوستان کے اخبارات میں بھی شائع ہوا۔ نامہ نگار کا کہنا ہے کہ میں نے:

''پھر قائداعظم سے عربوں کے ساتھ مسلمانوں کی ہمدردی کے متعلق دریافت کیا۔ قائداعظم نے جواب میں فرمایا کہ ''ہندوستانی مسلمان حتی المقدور عربوں کی امداد کریں گے۔ وہ اس سلسلہ میں سب کچھ کرگزریں گے کیونکہ ہم یہ کسی طرح برداشت نہیں کر سکتے کہ فلسطین مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جائے''۔ جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ ''سب کچھ کرگزریں گے'' سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا''[۲۱] سے مراد یہ ہے کہ اگر تشدد کی بھی ضرورت ہوگی تو ہم تشدد بھی حتی الامکان طاقت کے ساتھ کریں گے''۔

عرب مفادات اور پاکستان

قضیۂ فلسطین اور پاک بھارت تنازعات کے موضوع پر رائٹر کے نمائندے سے انٹرویو (۲۴، اکتوبر ۱۹۴۷ء)

قیام پاکستان کے بعد ۲۴، اکتوبر ۱۹۴۷ء کو کراچی میں رائٹر کے نمائندے نے بانئ پاکستان حضرت قائداعظم سے ایک طویل انٹرویو کیا۔ یہ وہ دن تھے جب فلسطین کا مسئلہ اقوام متحدہ میں پیش تھا اور بڑی طاقتیں عرب مفادات کے خلاف متحد ہو کر ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور اسے یہودیوں کا وطن بنانے کی سازشوں میں مصروف تھیں۔ پاکستان کا وفد قائداعظم کی ہدایات لے کر نیویارک پہنچ چکا تھا اور یہ وفد اس بے حد نازک مسئلے پر پاکستان کے مؤقف کا

اظہار کر چکا تھا۔ فلسطین کے بارے میں رائٹر کے نمائندے کے سوال پر قائداعظم نے انگشت شہادت بلند کرتے ہوئے دوٹوک انداز میں فرمایا ''پاکستان عرب مفادات کے تحفظ کے لیے سب کچھ کر گزرے گا''۔ اس انٹرویو میں قائداعظم نے نئی مملکت کو درپیش مسائل اور ان الجھنوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی جو بھارتی قیادت کی جانب سے پاکستان کے خلاف آئے دن پیدا کی جارہی تھیں۔ بھارت میں ان دنوں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی تھی اور لٹے پٹے تباہ حال مہاجرین کے قافلے پاکستان کی سرحدوں میں داخل ہورہے تھے۔ پاکستان کی انتظامی مشینری غیر مکمل اور ناکارہ تھی اور ان گنت مسائل نے نئی مملکت کو گھیر رکھا تھا۔[۱۱]

اگر برصغیر کے مسلمان سیاسی طور پر طاقتور ہو گئے تو ان سے آگے افغانستان کے مسلمان ہیں پھر ایرانی مسلمان ہیں پھر ترک مسلمان ہیں اور پھر کئی عرب ممالک ہیں۔ یہ سب متحد ہو کر ایسی قوت بن جائیں گے کہ برصغیر کے ہندوؤں کے لیے ہمیشہ سوہان روح بنے رہیں گے۔

تیسرا نہایت اہم سیاسی نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں میں آزادی کا جذبہ نہایت شدت کے ساتھ موجزن ہوا۔ یہ جذبہ آج بھی مختلف ممالک کے مسلمانوں کے دلوں میں اپنے قومی تشخص کو منوانے کا شوق پیدا کر رہا ہے اور روز بروز بڑھ رہا ہے چنانچہ قبرصی مسلمانوں اور فلپائن کے مسلمانوں میں اس وقت جو آزادی کی تحریکیں ہیں ان کا سرچشمہ بھی تحریک پاکستان ہی کے جذبے سے پھوٹا ہے۔

حسب ذیل بیان ۳۰ جون ۱۹۴۵ء کو دیا: تمام اقوام عرب سیاست ہند میں دلچسپی لے رہی ہیں، جناب محمد علی جناح نے شام ولبنان کے مطالبات آزادی کی ہندوستان میں سب سے پہلے حمایت کی ہے اور ہمیں یہ بات بھی اچھی طرح یاد ہے کہ جناب جناح نے برطانیہ کی لیبر پارٹی کو ایک تار روانہ کیا تھا جس میں آپ نے فلسطین میں یہودیوں کو آباد کرنے کی پالیسی کے خلاف سخت احتجاج کیا تھا۔ پاکستان کا قیام میرے نزدیک ایک خوش آئند چیز

ہے۔ تمام ممالک عرب جناب جناح کی پاکستان کی اسکیم کو دل سے پسند کرتے ہیں کیونکہ جناح نے مسلم حکومت کا جو تصور قائم کیا ہے وہ مستقبل میں عربوں کے لیے بے حد مفید اور ممد و معاون ثابت ہوگا۔

فلسطین اور پاکستان

لندن میں عرب وفد کے ایک رکن انور نشاشی نے ۲۹، اگست ۱۹۴۵ء کو مسلم لیگ کے صدر مسٹر عباس کے نام ایک خط لکھا:

> اگر پاکستان قائم ہو جائے تو فلسطین کا مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا، دس کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے سب سے بڑی رحمت ثابت ہوگا۔ اگر اس وقت ایسی حکومت موجود ہوتی تو فلسطین کے موجودہ پیچیدہ حالات بھی رونما ہوتے ہندوستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے سلسلہ میں مسلم لیگ جو مبارک جدوجہد کر رہی ہے، میں اس پر اپنی قوم کی طرف سے پسندیدگی اور تحسین کا اظہار کرتا ہوں۔

عزام کا بیان

غازی عبدالرحمٰن عزام بے، غازی انور پاشا مرحوم کے دست راست جہاد طرابلس کے مجاہد اعظم شیخ سنوسی کے کمانڈر انچیف اور آٹھ عرب سلطنتوں سعودی عرب، یمن، عراق، شرق اردن، شام، لبنان، فلسطین اور مصر کے متحدہ عرب لیگ یعنی دول عربیہ کی مجلس اقوام کے جنرل سیکرٹری نے قاضی محمد عیسیٰ، ممبر مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم لیگ کو ایک پیغام روانہ کیا جسے ہندوستان میں رائٹر نے ۱۵ جنوری کو نشر کیا:

> ہم دس کروڑ مسلمانان ہند کی نمائندہ آل انڈیا مسلم لیگ کی آواز سننے پر فخر کرتے ہیں۔ ہم خوش ہیں کہ آل انڈیا مسلم لیگ عرب لیگ کے مقاصد اور اعمال دونوں کی تائید کرتی ہے۔ خصوصاً فلسطین کی حمایت اور آزادی کے منصوبوں کے لیے ہماری جدوجہد کی تائید کرتی ہے۔ دس کروڑ مسلمانوں کو استقلال اسلام کے لیے ایک اسلامی جھنڈے کے نیچے متحد و منظم کر رہی ہے۔

وزیراعظم لبنان اور پاکستان

اخبار Morning News کلکتہ کے نامہ نگار خصوصی نے حسب ذیل بحری تار ۱۹ جنوری ۱۹۴۵ء کو دیا:

ریاض الاصلح وزیراعظم لبنان نے جو اہم ترین بین الاقوامی کانفرنس لندن میں لبنان کے نمائندہ ہیں نے فرمایا بلاشبہ سلطنت پاکستان دنیا کی مضبوط ترین اسلامی سلطنت ہوگی ہمیں امید ہے کہ آپ کی ہمسایہ ہندو قوم مسئلہ پاکستان واستقلال اسلام کے متعلق آپ کے جذبات کا احترام کرے گی۔

ہز ایکسی لینسی حافظ وہبہ کا اعلان حق

سلطنت سعودی عربیہ کے سفیر ہز ایکسی لینسی حافظ وہبہ نے جو اقوام متحدہ کی عالمگیر کانفرنس لندن میں سلطان ابن سعود کے نمائندے ہیں ۱۲ فروری ۱۹۴۶ء کو کلکتہ کے مشہور اخبار Morning News کے نمائندہ کو حسب ذیل جواب دیا:

میرے لیے یہ سخت مشکل ہے کہ میں اس بات کا یقین کروں کہ مولانا ابوالکلام آزاد مسلم لیگ کے ماتحت مسلم اتحاد کے مخالف ہیں۔ یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے کہ مولانا ابوالکلام مسٹر جناح سے اختلاف رکھتے ہوں لیکن یہ اختلاف رائے چاہے کتنا ہی شدید کیوں نہ ہو کیونکر اور کس طرح مولانا ابوالکلام کو مجاز کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی جماعت مسلم لیگ سے جدا اور ہندو جماعت کانگریس سے داخل اور وابستہ رہیں کیونکہ شریعت کا مسلمہ اصول ہے کہ کسی صورت میں کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کی جماعت اور سواد اعظم سے اپنے آپ کو منقطع کر لے، غیر منصوص (یعنی وہ مسائل جو قرآن مجید میں درج نہیں ہیں مؤلف) معاملات میں ایک مسلمان کا اختلاف بھی ہوتا تاہم پاکستان کی حمایت کرتا اور صرف اس لیے کہ وہ مسلمان پاکستان چاہتے ہیں۔ میں بھی پاکستان کی تائید کرتا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ہندوستان میں ایک مسلمان سلطنت کا ظہور وقیام نہ صرف مسلمانان ہند اور عالم اسلام کے لیے عظیم ترین فائدہ اور بھلائی کی بات ہوگی بلکہ امن عالم کے لیے بھی بڑی چیز ہوگی۔

ہندوستان کے عرب

ہندوستان میں جو عرب آباد اور مقیم ہیں وہ بھی مسلم لیگ کے حامی ہیں اور پاکستان کے موئد ہیں۔ بمبئی میں جناب زنیل علی رضا کا خاندان، ہندوستان میں جو عرب مقیم ہیں ان میں سب سے زیادہ سربرآوردہ مانا جاتا ہے اور اس خاندان نے ہمیشہ دامے درمے مسلم لیگ کی مدد کی ہے۔ اس کی تحریکوں میں حصہ لیا ہے۔ اس کی پکار پر لبیک کہا ہے۔

ممالک عربیہ کے جو قناصل ہندوستان میں مقیم ہیں وہ بھی مسلم لیگ سے اور اس کی تحریک سے پوری پوری دلچسپی اور ہمدردی رکھتے ہیں۔مصروعراق کے قناصل نے تو مسلم لیگ کے جلسوں میں شرکت کی ہے اور تقریریں کی ہیں۔

شرق اردن اور پاکستان

شرق اردن کے فرمانروا امیر عبداللہ نے ترکیہ کے دورہ کے سلسلہ میں بمقام انقرہ ایک پریس کانفرنس میں عالم اسلام کو ایک سیاسی نظام میں منسلک کرنیکی تجویز پر گفتگو کرتے ہوئے ۱۱ جنوری ۱۹۴۷ء کو فرمایا:

> دنیائے عرب اور ترکی کے علاوہ ممالک اسلامی کے اس نئے نظام سیاسی میں ایران، افغانستان، شمالی افریقہ کی اسلامی سلطنتیں اور سلطنت پاکستان بھی شریک ہوگی۔ یہ تمام ممالک ایک ہی خاندان کے مختلف فرد ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں گے تاکہ یہ ممالک اپنی جغرافیائی حدوں کی آزادی برقرار رکھ سکیں۔

غرض اگر سنجیدگی سے اہل عرب کا نقطہ نگاہ معلوم کرنے کی کوشش کی جائے تو ماننا پڑے گا کہ من حیث القوم عرب اپنے ہندوستانی مسلمان بھائیوں کے ساتھ ہیں اور ان کے مطالبہ استقلال قومی وحریت ملی سے پورا پورا اتفاق رکھتے ہیں۔

انڈونیشیا سے مسلم لیگ کی ہمدردی

جب جاپان کی شکست کے بعد مفرور ڈچ حکومت پھر برسر اقتدار آئی تو اس نے انڈونیشیا کو پھر اپنی غلامی میں لے لینا چاہا۔حکومت برطانیہ نے بھی اپنی فوج ظفر موج کے ساتھ پوری پوری مدد کی لیکن انڈونیشیا کے جانباز مجاہد میدان میں اتر آئے اور انہوں نے دونوں کے چھکے چھڑا دیئے۔

۲۲، اکتوبر ۱۹۴۵ء کو ایک بیان دیتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

> ہماری ہمدردیاں انڈونیشیا کے محبان وطن کے ساتھ ہیں جو آزادی کی جدوجہد میں سر دھڑ کی بازی لگا چکے ہیں۔اگر وہاں ہالینڈ کی استعماری حکومت برسر اقتدار آ گئی تو یہ ایک سانحہ عظیم ہوگا۔ہم آزادی وحریت کی راہ میں کوشاں ہونے والی سب اقوام کی حمایت کرتے ہوئے ہر قسم کی حکومت پرستی اور استعماریت کے خلاف اپنی

ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں، ان اقوام کی حمایت میں مسلم لیگ ہندوستان کی سب جماعتوں اور پارٹیوں کے پیش پیش رہے گی۔

شام ولبنان کی آزادی

اسی طرح شام ولبنان نے جب فرانس کی استعماری حکومت کے خلاف سرگرمیوں کا آغاز کیا اور فرانس نے اپنی ذلیل شکست اور غلامی کے دور کو فراموش کر کے شام ولبنان پر پھر تسلط جمانے کی کوشش کی تو عالم اسلام کی خاطر ہندوستان کی جنگ آزادی برپا کرنے والے سورما خاموش رہے لیکن مسلم لیگ سب سے پہلے میدان میں آئی اور قائداعظم نے نہایت بروقت اور برمحل بیانات شائع کر کے، مسلمانان ہند کے تاثرات اور جذبات کا مظاہرہ کیا۔

اتحاد پاکستان

میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد پیدا کروں اور مجھے امید ہے کہ پاکستان کی تعمیر وترقی اور اسے ایک عظیم اور شاندار مملکت بنانے کا جو بہت بڑا کام درپیش ہے اس کے پیش نظر ہمیں یک جہتی کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے ہم مسلمانوں کا ایمان ہے کہ خدا ایک ہے، رسول ایک ہے، قرآن ایک ہے ضمانت دی جاتی ہے اور عرب کی وفاق کی تشکیل کا اعلان کیا جاتا ہے۔ عربوں سے جھوٹے وعدے کر کے ان سے فائدہ اٹھانے کے بعد برطانیہ نے رسوائے زمانہ ''اعلان بالفور'' کے ذریعے اپنے کو ان پر مسلط کر دیا اور یہودیوں کے لیے ایک قومی وطن بنانے کی پالیسی کے بعد اب برطانیہ فسلطین کو دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہتا تھا۔

اسلام اور اخوت

اس سے معلوم ہوا کہ قائداعظم کو عربوں سے بڑی محبت ہی نہیں دلچسپی بھی تھی اور اس کے اثرات تمام مسلمانان ہند پر ہوئے۔ قائداعظم نے فرمایا:

اسلام اور اس کی اعلیٰ ظرفی نے جمہوریت سکھائی ہے۔ اسلام نے مساوات سکھائی ہے۔ ہر شخص سے انصاف اور رواداری کا حکم دیا ہے کسی بھی شخص کے پاس کیا جواز ہے کہ وہ عوام الناس کے لیے انصاف، رواداری اور دیانت داری کے اعلیٰ معیار پر مبنی جمہوریت، مساوات اور آزادی سے گھبرائے۔۔۔

مسلمان اور مسلم قومیت

قائد نے ۲۶ دسمبر ۱۹۳۸ء کو مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ پٹنہ میں فرمایا کہ:

> مسلمان اس قوم کی مانند تھے جو اپنا اخلاقی یا ثقافتی اور سیاسی شعور کھو چکی ہو ابھی آپ نے اخلاقی، ثقافتی اور سیاسی شعور کا وہ پچھلا معیار حاصل نہیں کیا ہے ابھی تو آپ بیدار ہوئے ہیں اور آپ کے سیاسی شعور میں حرکت پیدا ہوئی ہے۔ کانگرس کا دعویٰ غلط ہو یا صحیح اس سے قطع نظر آپ دیکھتے ہیں کہ ہندوؤں نے اخلاقی، ثقافتی اور سیاسی شعور کے ضروری اوصاف پیدا کر لیے ہیں اور ان اوصاف نے ہندوؤں کے قومی احساس کی صورت اختیار کر لی ہے۔ یہی طاقت ان کے پس پشت کارفرما ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مسلمان بھی یہ طاقت پیدا کر لیں جب یہ طاقت پیدا کر لیں گے تو جس چیز کے حصول کا ارادہ کریں گے وہ حاصل ہو جائے گی۔ سروں کا گننا (رائے شماری) اچھی بات سہی لیکن گنتی قوموں کی تقدیر کا فیصلہ نہیں کر سکتی۔ ابھی تو آپ کو قومیت اور قومی انفرادیت پیدا کرنی ہے۔
>
> یہ بڑا کام ہے ابھی آپ نے اسے شروع ہی کیا ہے تاہم مجھے کامیابی کی قوی امید ہے جو ترقی ہو چکی ہے وہ معجزے سے کم نہیں۔ مجھے خواب میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ ہم ایسا حیرت انگیز مظاہرہ کر سکیں گے جو آج سامنے ہے۔

قیام پاکستان سے پہلے بھی قائداعظم کو برصغیر کے مسلمانوں کا احساس تھا کہ ان کا ملک اس خطہ ارض میں ضرور وجود میں آئے گا۔ جہاں مسلمان اپنی آزادی سے زندگی گذار سکیں گے اور مسلمان ملکوں کے ساتھ تعلقات کو پوری طرح استوار کریں گے۔

اتحاد

ان کا خیال تھا کہ تمام مسلمان اتحاد پیدا کریں۔ قائداعظم نے ۹، اکتوبر ۱۹۳۸ء کو سندھ مسلم لیگ کانفرنس میں فرمایا:

> ہمیشہ سے میری یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد پیدا ہو جائے اور مجھے امید ہے کہ اس عظیم مملکت پاکستان کی تعمیر و ترقی کا جو کام اس وقت ہمارے سامنے ہے اسے دیکھتے ہوئے سب کو اس بات کا متفقہ طور پر احساس کرنا ہوگا اس وقت اتحاد کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔

پاکستان اور عالم اسلام

آسٹریلیا کے ایک نامہ نگار سے انٹرویو میں ۲۷، اگست ۱۹۴۸ء کو آپ نے فرمایا:

پاکستان دنیا کے نقشے پر جو پہلے لاتعداد ممالک سے بھرا پڑا ہے محض ایک اور نام کا اضافہ نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان اسلامی ممالک کی طویل صف میں ایک نہایت اہم اضافہ ہے۔ آسٹریلیا کے پیغامات اور مراعات بحیرہ روم اور یورپ تک اسلامی دنیا ہی سے گذر کر پہنچ سکتے ہیں۔ پاکستان کا قدرتی طور پر اسلامی ممالک سے بہت ہی قریبی تعلق ہے۔

قائداعظم نے پیغام عیدالفطر میں ۲۷، اگست ۱۹۴۸ء کو فرمایا:

تمام اسلامی مملکتوں کو عید مبارک ہو۔ میرا عید کا پیغام سوائے دوستی اور بھائی چارے کے اور کیا ہوسکتا ہے۔ ہم سب یکساں طور پر خطرناک اور کٹھن دور سے گذر رہے ہیں۔ سیاسی اقتدار کا جو ڈرامہ فلسطین، انڈونیشیا اور کشمیر میں کھیلا جارہا ہے وہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہونا چاہیے۔

عالم اسلام کے اتحاد کی ہمیشہ ضرورت رہی اور تمام مفکرین اتحاد عالم اسلامی پر زور دیتے رہے۔ حضرت علامہ اقبال اور سید جمال الدین افغانی اور دیگر کئی دوسرے مسلمان زعماء اتحاد عالم اسلامی پر زور دیتے رہے ہیں۔ [۱۲]

پاکستان اور اسلام

۱۲ جنوری ۱۹۴۸ء کو اسلامیہ کالج پشاور میں خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

''ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں''۔

اتحاد عالم اسلام

قائداعظم نے مزید فرمایا کہ:

وہ کون سا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے والے تمام مسلمان جسد واحد کی مانند ہیں۔ وہ کونسی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے۔ وہ کون سا لنگر ہے جس سے امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے۔ وہ رشتہ، وہ

> چٹان، خدا کی کتاب قرآن کریم ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے ہم میں زیادہ سے زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائے گا۔ ایک رسول، ایک کتاب، ایک امت۔ ہم سب مسلمان بھائی بھائی ہیں اور مسلمانوں میں اسلام ہی واحد رشتہ ہے جو تمام مسلمانوں کو خواہ وہ کسی بھی ملک کے رہنے والے ہوں ایک جان بناتا ہے۔

قائداعظم نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ''اسلام ہر مسلمان سے متمنی ہے کہ وہ اپنا فرض ادا کرے''۔

مسلمان ملکوں کا خیال رکھتے ہوئے قائداعظم نے مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۳۹ء کو لارڈ لن لتھگو کو تار ارسال کیا تھا جس میں آپ نے فلسطین کے متعلق لکھا تھا کہ کسی بھی عرب مسلمان ملک کے خلاف ہندوستان کی فوجیں استعمال نہ کی جائیں۔ اس کے بارے میں آپ نے ان سے ضمانت لینے کی کوشش کی تھی۔

۲۱ نومبر ۱۹۴۵ء کو مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نے کہا جو عصر جدید کلکتہ میں شائع ہوا تھا اس میں لکھا تھا کہ ''پاکستان ایک ابتدائی اقدام ہے۔ آئندہ چل کر یہ قرآنی اصول کے مطابق حکومت عادلہ کی حیثیت اختیار کر سکتا ہے''۔

انور نشاشیبی عرب وفد کے رکن نے ۲۹، اگست کو عباس علی جو کہ لندن مسلم لیگ کے صدر تھے کے نام خط میں کہا:

> اگر پاکستان قائم ہو جائے تو فلسطین کا مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا۔ دس کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کی ایک عظیم الشان حکومت کا قیام ایشیائی تاریخ کو بدل دے گا اور عرب حکومتوں کے لیے رحمت کا باعث ہو گا۔ اسلامی حکومت کے قیام کے سلسلے میں مسلم لیگ جو مبارک جدوجہد کر رہی ہے میں اس پر اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے پسندیدگی اور تحسین کا اظہار کرتا ہوں۔

۲۳ جون ۱۹۴۵ء کو ڈان کے نمائندہ نے لندن سے ایک بحری تار دیتے ہوئے کہا:

> میں شام کے سابق وزیراعظم فارس الخوارزمی سے ملا انہوں نے کہا کہ میں ہندوستان میں مسلمانوں کی آزاد حکومت کو بے حد پسند کرتا ہوں مسلمانوں کی یہ آزاد حکومت اسلامی ممالک کے لیے بے حد مفید ثابت ہوگی۔ ہمیں یقین ہے کہ انگریز ہندوستانی مسلمانوں اور دوسرے اسلامی ممالک کے مسلمانوں کے جذبات کا پورا

احترام کریں گے۔

مارننگ نیوز کلکتہ کو ۱۹ جنوری ۱۹۴۶ء کو تار دیا ریاض الصلح وزیر اعظم لبنان میں بین الاقوامی کانفرنس کے نمائندہ تھے، نے سوال کیا تو جواب میں کہا گیا ''عرب ہندوستان کے مسلمانوں کی تحریک آزادی کو چاہنے میں اسلامی حکومت کا قیام پورے عالم اسلام کے لیے کتنی بڑی طاقت کا باعث ہوگا اور پاکستان دنیا کی مضبوط ترین اسلامی ریاست ہوگی''۔

قائداعظم نے اہالیان میسور کو مشورہ کے دوران کہا کہ مسلمانوں کے درمیان رشتہ اخوت ہوتا ہے۔ ان کی ایک قومی نسبت ہوتی ہے۔ فرزندان اسلام سرحد و حدود کی قید و بند سے آزاد ہوتے ہیں۔

قائداعظم نے ایک موقع پر فرمایا کہ ایران کے متعلق جو ہمدردی ہمارے اندر موجود ہے ہم اغیار کو اس سے کھیلنے کا موقع نہیں دیں گے۔ فلسطین کے متعلق قائد کی تنبیہہ یکم مئی کو قائد نے مسئلہ فلسطین کے متعلق اینگلو امریکن کمیٹی کی سفارشات کے متعلق کہا کہ:

> اینگلو امریکن کمیٹی کی سفارشات کا خلاصہ جو اخبارات میں شائع ہوا ہے اسے پڑھ کر میں صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ یہ برطانوی وعدہ خلافیوں کی ایک بدترین مثال ہے۔ جس سے میرے دل کو بڑا صدمہ پہنچا ہے۔ اگر ان سفارشات کو عملی جامہ پہنایا گیا تو عرب اور مسلمانان عالم خاموش نہیں بیٹھیں گے۔

قائد نے برطانوی فوج کے انخلاء پر شاہ معظم اور مصریوں کو دعوت کے موقع پر کہا برطانیہ کو ابھی دو کام اور کرنے ہیں ایک فلسطین کے عربوں کے قومی مطالبہ کو پورا کرنا ہے اور دوسرے ہندوستان کے مسلمانوں کو پاکستان دینا ہے۔

ترکی سفیر نے کہا کہ آج میں ایک نئی اسلامی حکومت کے قیام کو خوش آمدید کہتے ہوئے نہایت مسرت محسوس کرتا ہوں۔ میں اپنے اہل وطن کی طرف سے پاکستان اور پاکستان کے مسلمانوں کو خوشی، خوشحالی اور شاندار مستقبل کی

تمنا ظاہر کرتا ہوں۔

۱۵، اکتوبر عراقی لیڈر نے تار میں قائد کو لکھا تھا جو کہ عراقی ایوان مندوبین کے نائب صدر نے بھیجا ''مسٹر ٹرومین کے نامنصفانہ فلسطین کے معاملات میں غیر ضروری مداخلتیں اور صیہونیت کی موافقت سے عرب اقوام میں سخت نفرت اور شورش پیدا ہوئی ہے''۔

قائد کا جواب یہ تھا کہ آپ کا تار ملا میں صدر ٹرومین کی تازہ تجاویز کی مذمت میں آپ کا شریک ہوں۔ جو انتہائی غیر منصفانہ اور اخلاق کے تمام اصولوں کے خلاف ہے۔ مسلم ہندوستان فلسطین کے عربوں کی قومی جدوجہد کی پوری تائید کرتا ہے۔

مصر میں ۱۶، دسمبر کو قائد نے فرمایا مصر میں میرے قیام کا مقصد صرف یہ ہے کہ اینگلو مصری معاہدہ کی تجدید کے سلسلے میں شاہ فاروق اور ان کی پارلیمنٹ کو اپنا مشورہ دے سکوں۔ قیام لندن میں میں نے صرف ہندوستان کے مسلمانوں کی ہی پیروی نہیں کی بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے مختلف حقوق کے لیے کوشش کی ہے۔

قاہرہ کے دورہ کے دوران آپ نے شاہ فاروق والئی مصر سے ملاقات کی۔ اس دوران ہندوستان میں اسلامی ممالک کی کانفرنس کے انعقاد، مسئلہ فلسطین اور پاکستان پر بات چیت ہوئی۔ قائداعظم نے عرب لیگ کے ارکان، وزیراعظم مصر، مصری زعماء مفتی اعظم فلسطین اور وفد پارٹی کے لیڈر نحاس پاشا کو اسلامی ممالک کی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ آپ یہ کانفرنس ہندوستان اس لیے کروانا چاہتے تھے تاکہ عالم اسلام کے مسائل پر غور کیا جائے۔

قائد نے فرمایا:

> ہماری خارجہ پالیسی کا اصل اصول تمام اقوام عالم کے لیے دوستی اور خیر سگالی کا عملی جذبہ ہے۔ ہم دنیا کے کسی ملک یا قوم کے خلاف جارحانہ عزائم نہیں رکھتے ہم قومی اور بین الاقوامی معاملات میں دیانت اور انصاف کے

> اصول پر یقین رکھتے ہیں ہم دنیا میں امن اور خوش حالی کے اضافے اور ترقی کے لیے اپنی جانب سے زیادہ سے زیادہ کردار انجام دینے کے لیے تیار ہیں۔پاکستان دنیا کے مظلوم اور کچلی ہوئی اقوام کو اخلاقی اور مالی امداد دینے سے کبھی نہیں ہچکچائے گا۔پاکستان اقوام متحدہ کے منشور میں درج شدہ اصولوں کا حامی ہے۔

قائداعظم نے فرمایا میں صرف مسلمانان ہند کے نہیں بلکہ اس معاملہ میں مسلمانان عالم کی ترجمانی کررہا ہوں اور تمام انصاف پسند اور فکر منداصحاب اس بات کی تائید کریں گے۔جب میں یہ کہوں گا کہ اگر برطانیہ نے اپنے ان وعدوں،عزائم اور اعلانات کو جو زمانہ قبل و بعد از جنگ تمام دنیا کے روبرو غیر مشروط طور پر عربوں سے کیے گئے تھے پورا نہ کیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر کھود رہا ہے۔مسلمانان ہند عربوں کی اس منصفانہ اور جرأت مندانہ جہاد میں ان کی ہرممکن امداد کریں گے اور انجام کار کامیاب ہوکر رہیں گے۔[13]

مسلم لیگ اور مسئلہ فلسطین،ایک قرارداد

اسی طرح آل انڈیا مسلم لیگ کے چھبیسویں سالانہ اجلاس منعقدہ ۲۶ دسمبر ۱۹۳۸ء کو بمقام بانکی پور(پٹنہ) قائداعظم نے فرمایا:

> آل انڈیا مسلم لیگ بہ اتفاق رائے اس فیصلہ پر پہنچی ہے کہ غیر منصفانہ اعلان بالفور اور دیگر نارواقسم کی جو پالیسی اختیار کی ہے۔اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ برطانوی شہنشاہیت کو مضبوط کرنے کے خیال سے فلسطین کو برطانوی سلطنت میں شامل کرنا چاہتی ہے اور ریاست ہائے عرب کی ایک فیڈریشن قائم کر کے دیگر تمام مسلم ریاستوں میں شامل ہونے سے باز رکھنا چاہتی ہے اور فلسطین کے مقدس مقام کو وہ آئندہ فوجی نقل و حرکت کا ہوائی فطری مرکز بنانا چاہتی ہے۔اس مقصد کے حصول کے لیے عربوں پر جو ظلم وستم ڈھائے گئے ہیں اس کی مثال تواریخ میں نہیں مل سکتی۔مسلم لیگ کا یہ اجلاس ان عربوں کو جانباز ومجاہد تصور کرتا ہے جو باوجود اس انتہائی ظلم وستم دہشت وخون کے اپنے مقدس وطن وقومی حقوق کی حفاظت وآزادی وطن کی کسی قسم کی قربانی اور ہمت پر انہیں تحفہ آفریں پیش کرتا ہوا حکومت برطانیہ کو آگاہ کرتا ہے کہ اگر فلسطین میں یہودی سیلاب کی آمد کو نہ روکا گیا اور ہونے والی کانفرنس میں مفتی اعظم اور عربوں کے مشہور لیڈروں کے علاوہ ہندوستانی مسلمانوں کے نمائندوں کو دعوت نہ دی گئی تو کانفرنس ایک مذاق اور مضحکہ ہوگی۔

مزید یہ کہ

یہ اجلاس یہ بھی اعلان کرتا ہے کہ فلسطین کا مسئلہ ساری دنیا کے مسلمانوں کا مسئلہ ہے اور اگر حکومت برطانیہ نے عربوں کے ساتھ انصاف سے کام نہ لیا اور دنیا کے مسلمانوں کے مطالبہ کو منظور نہ کیا تو ہندوستانی مسلمان مسلم انٹرنیشنل کانفرنس کے فیصلوں کے مطابق ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔

۹، جون ۱۹۴۷ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے یوم فلسطین منانے کے لیے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی: "چونکہ تمام دنیائے اسلام میں ۱۷ جون کو یوم فلسطین منایا جارہا ہے اس لیے مجلس عاملہ لیگ جملہ اسلامیان ہند کو دعوت دیتی ہے کہ وہ بھی اس روز (۱۷ جون) کو یوم فلسطین منائیں"۔

قائداعظم کی کوشش نہ صرف پاکستان کے مسلمانوں کے لیے اتحاد و تنظیم کی تھی بلکہ ان کی کوشش پورے عالم اسلامی کو مضبوط کرنے کے لیے تھی۔ آپ تمام مسلمانوں کے دکھ درد اور خوشی میں شامل ہوتے۔ قائد نے کہا:

میرا فرض ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کی مشکلات سے آگاہ ہوں اور ان کی ہر ممکن مدد کریں۔ میں ہندوستان کے مسلمانوں کی آزادی کی ہی خاطر نہیں بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کی آزادی کے لیے جدوجہد کر رہا ہوں اور اگر خدا نے چاہا تو میں اس مقصد میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا۔

قائداعظم نے عالم اسلام کے لیے جو خدمات سرانجام دیں ان کا اعتراف کرتے ہوئے ۳۰ جون ۱۹۴۵ء کو شیخ نشاشیبی رکن عرب پروپیگنڈا کمیٹی نے فرمایا:

جناح اور عالم اسلام

مسٹر جناح نے شام و لبنان کے مطالبات کی ہندوستان میں سب سے پہلے حمایت کی دوسرے جناب جناح نے فلسطین میں یہودیوں کو آباد کرنے کی پالیسی کے خلاف لیبر پارٹی کو احتجاجی تار روانہ کیا۔ پاکستان میرے نزدیک ایک خوش آئند چیز ہے۔ تمام ممالک عرب جناح صاحب کی پاکستانی اسکیم کو دل سے پسند کرتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ Waheed Ahmad,(ed) *Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinah speeches Indian Legislative Assembly*, 1935-47, Karachi, 1991.

۲۔ Atic Zafar Shaikh & Malik Riaz Ahmed, (ed) *Quaid-i-Azam and the Muslim World*, Karachi, 1990, p.3.

۳۔ *Ibid.*, pp.7-8.

۴۔ *Ibid.*, p. 10.

۵۔ Waheed Ahmed, *The Nation's Voice*. Vol IV, karachi, 2000, p. 623.

۶۔ *Ibid.*, p. 28.

۷۔ *Ibid.*, p. 59.

۸۔ Sharifuddin Pirzada, *Foundation of Pakistan*, Vol. II, Karachi, 1970, p.272.

۹۔ عاصم محمود، افکار قائداعظمؒ، مکتبہ عالیہ، لاہور، ص ۴۰۔

۱۰۔ سید حسن ریاض، پاکستان ناگزیر تھا، کراچی، ۱۹۷۰ء، ص ۳۲۲۔

۱۱۔ بحوالہ افکار قائداعظمؒ، ص ۳۶۵۔

۱۲۔ رئیس احمد جعفری، حیات قائداعظم، مقبول اکیڈیمی، لاہور، ص ۳۵۴۔

۱۳۔ اقبال کے خطوط جناح کے نام، لاہور، سن ندارد، ص ۷۔